

## بنی ہاشم اور بنی امیہ کے متعلق حضرت علی (ع) کا تبصرہ

<"xml encoding="UTF-8?>

ہم نے حضرت علی علیہ السلام کے ایک خط کا نهج البلاغہ سے انتخاب کیا ہے۔ یہ خط آپ نے معاویہ کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا تھا اور اس کے متعلق جامع نهج البلاغہ سید رضی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :- " یہ مکتوب امیر المؤمنین کے بہترین مکتوبات میں سے ہے ۔"

" تمہارا خط پہنچا۔ تم نے اس میں ذکر کیا ہے کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دین کے لئے منتخب فرمایا اور تائید و نصرت کرنے والے ساتھیوں کے ذریعے ان کو قوت و توانائی بخشی ۔

زمانہ نے تمہارے عجائبات پر اب تک پرده ہی ڈالے رکھا تھا جو یوں ظاہر ہو رہے ہیں کہ تم ہمیں ہی خبر دے رہے ہو۔ ان احسانات کی جو خود ہمیں پر ہوئے ہیں اور اس نعمت کی جو ہمارے رسول (ص) کے ذریعے ہم پر ہوئے ہے۔ اس طرح تم ویسے ٹھہرے جیسے "بجر" (1) کی طرف کھجوریں لاد کر جانے والا یا اپنے استاد کو تیر اندازی کی دعوت دینے والا ۔

تم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اسلام میں سب سے افضل فلان اور فلان (ابو بکر و عم) ہیں۔ یہ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر صحیح ہو تو تمہارا اس سے واسطہ نہیں اور غلط ہو تو تمہارا اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اور بھلا تم کہاں اور یہ بحث کہاں؟ افضل کون ہے اور غیر افضل کون ہے۔ حاکم کون ہے اور رعایا کون ہے؟ بھلا۔ "طلقاء" (آزاد کردہ لوگوں) اور ان کے بیٹوں کو یہ حق کہاں پو سکتا ہے کہ وہ مہاجرین اولین کے درمیان امتیاز کرنے ان کے درجے ٹھہرائے اور ان کے طبقے پہنچوانے بیٹھیں؟

کتنا نامناسب ہے کہ جوئے کے تیروں میں نقلی تیر آواز دینے لگے اور کسی معاملہ میں وہ فیصلہ کرنے بیٹھ جس کے خود خلاف۔ بہر حال اس میں فیصلہ ہوتا ہے۔

اسے شخص! تو اپنے پیر کے لنگ کو دیکھتے ہوئے اپنی حد پر ٹھہرتا کیوں نہیں اور اپنی کوتاہ دستی کو سمجھتا کیوں نہیں اور پیچھے ہٹ کر رکتا کیوں نہیں؟

جبکہ قضا و قدر کا فیصلہ تجھے پیچھے ہٹا چکا ہے۔ آخر تجھے کسی مطلوب کی شکست سے اور فاتح کی کامرانی سے سروکار ہی کیا ہے؟

تمہیں محسوس ہونا چاہئیے کہ تم حیرت و سرگشتگی میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہو اور راہ راست سے منحرف ہو۔ آخر تم نہیں دیکھتے اور یہ میں جو کہتا ہوں۔ تمہیں کوئی اطلاع دینا نہیں بلکہ اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا ہے کہ مہاجرین و انصار اکا ایک گروہ خدا کی راہ میں شہید ہوا اور سب کے لئے فضیلت کا ایک درجہ ہے۔ مگر جب ہم میں سے شہید نے جام شہادت پیا تو اسے سید الشہدا کہا گیا (2)

اور پیغمبر نے صرف اسے یہ خصوصیت بخشی کہ اس کی جنازہ میں ستر تکبیریں کہیں اور کیا تم نہیں دیکھتے کہ بہت لوگوں کے ہاتھ خدا کی راہ میں کاٹے گئے اور ہر ایک کے لئے ایک حد تک فضیلت ہے مگر جب ہمارے آدمی کے ساتھ یہی ہوا جو اوروں کے ساتھ ہو چکا تھا تو اسے "الطیار فی الجنة" (جنت میں پرواز کرنے والا) اور "ذوالجناحین" (دو پروں والا) کہا گیا (3)

اور اگر خدا نے خود ثنائی سے روکا نہ ہوتا تو بیان کرنے والا اپنے وہ فضائل بیان کرتا کہو مومنوں کے دل جن کا

اعتراف کرتے ہیں اور سننے والوں کے کان انہیں اپنے سے الگ نہیں کرنا چاہتے۔ ایسوں کا ذکر کیوں کرو جن کا تیر نشانوں سے خطا کرنے والا ہے۔

ہم وہ ہیں براہ راست اللہ سے نعمتیں لے کر پروان چڑھے ہیں اور دوسرے ہمارے احسان پروردہ ہیں۔ ہم نے اپنی نسل بعد نسلی چلی آئے والی عزت اور تمہارے خاندان پر قدیمی برتری کے باوجود کوئی خیال نہ کار اور تم سے مبیل جوں رکھا اور برابر والوں کی طرح رشتے دیئے لئے حالانکہ تم اس منزلت پر نہ تھے۔

اور تم ہمارے برابر ہو کیسے سکتے ہو جب کہ ہم میں نبی ہیں اور تم میں جہٹلانے والا (4)۔ اور ہم میں اسد اللہ اور تم میں اسد الاحلاف (5)۔ اور ہم میں دو سردار جوانان اہل جنت اور تم میں جہنمی لڑکے (6)۔ ہم میں سردار زنان عالمیان اور تم میں "حمّالة الحطب" (7)

اور ایسی ہی بہت سی باتیں جو ہماری بلندی اور تمہاری پستی کی آئندہ دار ہیں۔ چنانچہ ہمارا ظہور۔ اسلام کے بعد کا دور بھی وہ ہے جس کی شہرت ہے اور جاہلیت کے دور کا بھی ہمارا امتیار ناقابل انکار ہے اور اس کے باوجود جوہ جائے وہ اللہ کی کتاب ہمارے لئے جامع الفاظ میں بتا دیتی ہے۔ ارشاد الہی ہے : "قربت دار آپس میں ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں"

اور دوسری جگہ پرارشاد فرمایا :-

"ابریم کے زیادہ حقدار وہ لوگ تھے۔ جوان کے پیروکار تھے اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ بھی ایمان والوں کا سرپرست ہے۔"

تو ہمیں قربت کی وجہ سے بھی دوسروں پر فوقیت حاصل ہے اور اطاعت کے لحاظ سے بھی ہمارا حق فائق ہے۔ اور سقیفہ کے دن جب مہاجرین نے رسول (ص) کی قربت کو استدلال میں پیش کیا تو انصار کے مقابلے میں کامیاب ہوئے۔ تو ان کی کامیابی اگر قربت کی وجہ سے تھی تو پھر خلافت ہمارا حق ہے نہ کا۔

اور اگر استحقاق کا کوئی اور معیار ہے تو انصار کا دعوی اپنے مقام پر برقرار رہتا ہے۔ اور تم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ میں نے سب خلفا پر حسد کیا ہے اور ان کے خلاف شورشین کھڑی کی ہیں اگر ایسا ہی ہے تو اس سے میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کہ تم سے معذرت کروں۔ بقول شاعر "یہ ایسی خطا ہے جس سے تم پر کوئی حرف نہیں آتا"

اور تم نے لکھا ہے کہ مجھے بیعت کے لئے یوں کھینچ کر لایا جاتا تھا جس طرح نکیل پڑھے اور اونٹ کو کھچا جاتا ہے۔

تو خالق کی بستی کی قسم! تم اترے تو برائی کرنے پر تھے کہ تعریف کرنے لگے۔ چاہا تو یہ تھا کہ مجھے رسو اکرو کہ خود ہی رسو ہو گئے۔ بھلا مسلمان آدمی کے لئے اس میں کون سی عیب کی بات ہے کہ وہ مظلوم ہو جب کہ وہ نہ اپنے دین میں شک کرتا ہو اور نہ اس کا یقین ڈانوں ڈول ہو اور میری اس دلیل کا تعلق اگرچہ دوسروں سے ہے مگر جتنا بیان یہاں مناسب تھا تم سے کر دیا۔

پھر تم نے میرے اور عثمان کے معاملہ کا ذکر کیا ہے تو وہاں اس میں تجھے حق پہنچتا ہے کہ تجھے جواب دیا جائے کیونکہ تمہاری ان سے قربت ہے۔ اچھا تو پھر سچ سچ بتاؤ کہ ہم دونوں میں اس کے ساتھ زیادہ دشمنی کرنے والا اور ان کے قتل کا سارو سامان کرنے والا کون تھا؟ وہ کہ جس نے اپنی امداد کی پیش کش کی اور انہوں نے اسے بٹھادیا اور روک دیا یا وہ کہ جس سے انہوں نے مدد چاہی اور وہ ٹال گیا اور ان کے لئے موت کے اسباب مہیا کئے؟

یہاں تک کہ ان کے مقدر کی موت نے انہیں گھیرا۔

خدا کی قسم ! اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو جنگ سے دوسروں کو روکنے والے ہیں اور اپنے بھائی بندوں سے کہتے ہیں کہ ہماری طرف آؤ اور خود بھی جنگ کے موقع پر برائے نام ٹھہرتبے ہیں ۔

بے شک میں اس چیز کے لئے معذرت کرنے کو تیار نہیں ہوں کہ میں ان کی بعض بدعتوں کو ناپسند کرتا تھا ۔ اگر میری خطا یہی ہے کہ میں انہیں صحیح راہ دکھاتھا اور ہدایت کرتا تھا تو اکثر ناکردار گناہ ملامتوں کا نشانہ بن جایا کرتے ہیں ۔ اور کبھی نصیحت کرنے والے کو بدگمانی کا مرکز بن جانا پڑتا ہے میں نے تو جہاں تک بھی بن پڑا یہی چاہا کہ اصلاح ہو جائے اور مجھے توفیق حاصل ہونا ہے تو اللہ سے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی سے لولگاتا ہوں ۔

تم نے لکھا کہ ! " میرے ساتھیوں کے لئے تمہارے پاس بس تلوار ہے " یہ کہہ کر تو تم روتون کو ہنسانے لگے بھلا بتاؤ کہ تم نے عبدالملک کی اولاد کو کب دشمن سے پیٹھ پھراتے ہوئے پایا اور کب تلواروں سے خوف زدہ ہوتے دیکھا ؟

عنقریب جسے تم طلب کر رہے ہو وہ خود تمہاری تلاش میں نکل کھڑا ہوگا اور جسے دور سمجھ رہے ہو وہ قریب پہنچے گا ۔ میں تمہاری طرف مهاجرین و انصار اور اچھے طریقے سے ان کے نقش قدم پر چلنے والے تابعین کالشکر جرار لے کر عنقریب اڑتا ہوا آرایا ہوں ۔ ایسا لشکر کہ جس میں بے پناہ بجوم اور گرد و غبار ہوگا وہ موت کے کفن پہنے ہوئے ہوں گے اور پر ملاقات سے زیادہ انہیں لقائے پروردگار محبوب ہوگی اور ان کے ساتھ شہدائی بدر کی اولاد اور ہاشمی تلواریں ہوں گی جن کی تیز دھار کی کاٹ تم اپنے ماموں ۔ بھائی ۔ نانا اور کنبہ والوں میں دیکھ چکے ہو وہ ظالموں سے اب بھی دور نہیں ہے ۔

\*\*\*\*\*

(1): "بُر" ایک جگہ کا نام ہے جہاں کجھوڑیں بکثرت ہوتی ہیں ۔

(2): رسول خدا نے حضرت حمزہ کو سید الشہدا کا لقب دیا تھا ۔

(3): حضرت علی کے بڑے بھائی حضرت جعفر کے دونوں بازوں جنگ موتہ میں قلم بوئے تھے تو رسول خدا (ص) نے فرمایا تھا : میں نے جعفر کو دیکھا کہ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہا ہے ۔ اللہ نے اسے دو زمرد کے پر عطا کئے ہیں ۔

(4): جہتلانے والوں میں سر فہرست معاویہ کا باپ ابو سفیان تھا ۔

(5): رسول خدا (ص) نے حضرت حمزہ کو "اسد اللہ" (اللہ کا شیر) کا لقب دیا تھا اور معاویہ کا نانا عتبہ بن ریبعہ "اسد الاحلاف" یونی پر نازار تھا ۔ یعنی حلف اٹھانے والی جماعت کا شیر ۔

(6): امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے متعلق رسول خدا کی مشہور حدیث ہے "الحسن والحسین سید الشاہ اہل الجنۃ" حسن و حسین جوانان جنت کے سردار ہیں ۔ اور جہنمی لڑکوں سے مراد عتبہ بن ابی معیط کے لڑکوں کی طرف اشارہ ہے ۔ پیغمبر اکرم نے عتبہ سے کہا تھا ۔

- لک ولهم النار " تیرے اور تیرے لڑکوں کے لئے جہنم ہے ۔

(7): حضرت فاطمہ زبرا علیہا السلام کے لئے رسول خدا (ص) کا فرمان ہے :- "الفاطمۃ سیدۃ نسای العالمین" فاطمہ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے " حمّالۃ الحطّب" معاویہ کی پھوپھی ام جمیل بنت حرب ہے جو کہ ابو لہب کے گھر میں تھی اور یہ کانٹے جمع کر کے رسول خدا کی راہ میں بچھایا کرتی تھی ۔ قرآن مجید میں ابو لہب کے ساتھ اس کا تذکرہ ان لفظوں میں ہے :- سیصلی نارا ذات لہب و امراتہ حمّالۃ الحطّب" وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں داخل ہو گا اور اس کی بیوی لکڑیوں کا بوجھ اٹھائے پھرتی ہے ۔